بسم اللہ الرحمن الرحیم

مختصر حالات وملفوظات

اعلیحضرت خواجہ حافظ

سدید الدین

تونسوی علیہ الرحمۃ

جامع الملفوظات

الحاج مولانا عبدالستار خان افغانی

مترجم

حضرت علامہ مولانا فقیر محمود صاحب سدیدی سلیمانی خطیب اعظم جامع مسجد تونسہ شریف خطیب جامع سلیمانی :

مرتب

محمد عبدالغفور سلیمانی خوشنویس

انتساب

حضرت اعلیٰ قبلۂ عالم شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ

کے نام

گرچہ خوردیم نسبتیست قوی

نام کتاب .... القول السّدید

جامع ــــــــــــ مولانا الحاج عبدالستار خان افغانی

مترجم ــ ــ ــ ــ ــ حضرت مولانا فقیر محمود السّدیدی سلیمانی خطیب جامع مسجد آستانہ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف۔

مرتب ــ ــ ــ ــ ــ محمد عبدالغفور سلیمانی (داجل)

کتابت ــ ــ ــ ــ ــ محمد عبدالغفور سلیمانی

سن اشاعت ....

ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ

تعداد ــ ــ ــ ــ ــ ایک ہزار

قیمت ــ ــ ــ ــ ــ

ملنے کے پتے

چشتیہ کتاب گھر تونسہ شریف (ڈیرہ غازیخان)

تونسہ کتاب گھر تونسہ شریف (ڈیرہ غازیخان)

اجمیری کتب خانہ بیرپٹھان روڈ ملتان شریف

فرمانِ سلیمانؒ
تونسہ سے اٹھا ابر مضافات پہ برسا
یہ چھایا ہے سماں صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ کا!
دُر دانۂ رحمت ہے نہیں قطرۂ باراں!
خشکابہ زمینوں میں بہا نور کا دریا!
سنگلاخ چٹانوں میں بھی ہے قلب کی دھڑکن
دھڑکن کی نوا کیا ہے فقط اللہ ہی اللہ
اے زائرِ تونسہ ہے یہ فرمانِ سلیماںؒ
جنت کی ضمانت ہے ترا نقشِ کفِ پا
سجدے میں پڑا انور لغزیدہ قدم ہے
اے شاہ سلیمانؒ میرے خواجہ میرے آقا
از:- شیخ محمد انور لاہور

درگاہ عالیہ سلیمانیہؒ تونسہ شریف ڈیرہ غازیخان

درگاہ سلیمانؒ سے کیا کیا نظر آتا ہے
سدرہ نظر آتا ہے طوبیٰ نظر آتا ہے

اس مرقد اقدس میں دھڑکن ہے مشیئت کی
پہلوئے سلیمانؒ میں بطحا نظر آتا ہے

اس روضۂ ارفع پر جتنا کوئی جھکتا ہے
کونین میں آتنا ہی اونچا نظر آتا ہے

یوں کوئے مقدس کو سجدوں سے بسایا ہے
مسجودِ جبینوں میں کعبہ نظر آتا ہے

اک وجدِ مسلسل نے وہ ربط کیا پیدا
انورؔ کا جو دل چیریں تونسہ نظر آتا ہے

از
شیخ محمد انورؔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مؤلف

شیخ الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو مُرید اپنے شیخ کا کلام سنے اور لکھے وہ بڑا سعادتمند ہے۔ مشائخ کبار کے اس ارشاد گرامی کے مطابق احقر اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ غلام سدیدالدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات شریفہ مرتب کر کے پیش کر رہا ہے تاکہ یاران طریقت اور جمیع مسلمان عموماً اس سے استفادہ فرما کر دین و دنیا میں سرخرو ہوسکیں۔

اولیاء اللہ کا ذکر کرتے سے خدا تعالیٰ کی رحمت برستی ہے۔ عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃ۔ سیّد عبدالواحد بلگرامی فرماتے ہیں ؎

اے دِل از اخلاقِ مرداں بہرہ مندار نیستی
بارے اخلاق بزرگان را زجاں تکرار کُن،
عند ذکر صالحین الحق نزولِ رحمت است
جا بجا ذکر جوانمردانِ دین بسیار کُن!

ترجمہ:۔ اے دل اگر تو بزرگوں کے اخلاق سے بہرہ مند نہیں ہے یعنی بزرگوں کے سے اخلاق تجھ میں نہیں ہیں تو بزرگوں کا ذکر دل و جان سے کرتا رہ۔ یقیناً نیک بزرگوں کو یاد کرتے وقت آسمان سے رحمت برستی ہے۔ لہٰذا بزرگان دین کا ذکر جا بجا کرتا رہ۔

اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت تمام حاضرین مجلس پر برستی ہے۔ صرف ذکر کرنے والے ہی مخصوص نہیں ہوتے۔ نیک بندوں سے دوستی اور محبت بڑی نعمت ہے اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس کسی کو جس قوم سے

محبت اور دوستی ہے وہ ان میں سے ہے لہذا ہمیں چاہیئے کہ ہم اللہ کے نیک بندوں سے محبت اور دوستی رکھیں تاکہ ہمارا شمار بھی ان میں سے ہو۔

حضرت سلطان ابراہیم ادہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک فرشتہ کے ہاتھ میں ایک کتاب دیکھی جس میں وہ اللہ کے دوستوں کے نام درج کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا کہ آیا میرا نام بھی اس کتاب میں ہے؟ فرشتے نے جواب دیا نہیں۔ میں نے کہا کہ خدا کی دوستی کی اہلیت تو مجھ میں نہیں ہے۔ البتہ اللہ تعالےٰ کے دوستوں کو دل سے دوست رکھتا ہوں۔ اس پر دوسرے فرشتے نے اس کتاب کو پکڑ لیا اور پہلے صفحہ پر میرا نام لکھا اور کہا کہ یہ خدا کے دوستوں کو دوست رکھتا ہے۔

شیخ الاسلام حضرت عبداللہ انصاری قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کے حالات سننے سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ سننے والا جب معلوم کرتا ہے کہ میرے کام و اعمال اولیاء اللہ کی طرح نہیں ہیں۔ ان کی زندگی پاکیزہ ہے اور میری زندگی گناہ آلود تو وہ پریشان ہو کر نصیحت حاصل کر لیتا ہے۔ اور گناہوں سے تائب ہو جاتا ہے۔

روایت ہے کہ ایک بدکار کو تمام عمر میں صرف ایک بار حضرت مخدوم حاجی شریف زندنی قدس سرہٗ کی مجلس میں حاضری کا اتفاق ہوا۔ مرنے کے بعد کسی نے اس کو باغ جناں میں سیر کرتے دیکھا تو حیران ہو کر پوچھا کہ یہ سعادت تمہیں کیسے میسّر آئی اس نے کہا کہ یہ سب کچھ حضرت حاجی شریف زندنی کی مجلس میں ایک بار حاضر ہونے کی بدولت ہے جب لوگ مجھے دفن کر کے چلے گئے تو عذاب کے فرشتے میری قبر میں آ اترے۔ اتنے میں ایک نورانی چہرہ بزرگ تشریف لائے اور فرشتوں سے کہا اسے کچھ نہ کہو، یہ زندگی میں ایک بار حضرت مخدوم حاجی شریف زندنی کی مجلس میں حاضر ہو چکا ہے۔

بزرگوں کے ملفوظات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے انتقال کے بعد ان کے مزارات پر حاضری بھی بڑی دولت ہے۔ چنانچہ سراج السالکین مولوی غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت محب النبی خواجہ محمد فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے

بوقت انتقال حاضرین نے دریافت کیا کہ آپ کے وصال کے بعد ہم کس سے شرف صحبت پائیں اور کس سے روحانی استفادہ کریں۔ آپ نے فرمایا اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ دار فناء سے دار بقاء کو سفر کر جاتے ہیں۔ ان کے فیوضات پہلے کی طرح جاری رہتے ہیں۔

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ اپنی تالیف منیف تذکرۃ الاولیاء کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "مجھے غور کرنے کے بعد یہ معلوم ہوا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت اور حدیث نبوی پڑھنے کے بعد تمام باتوں سے بہتر بزرگوں کا ذکر ہے۔

حضرت جنید بغدادی رح سے پوچھا گیا کہ مرید کو بزرگوں کی حکایات پڑھنے سننے سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ مردان خدا کا ذکر اللہ تعالے کا ایک ایسا لشکر ہے، جس سے مرید ضعیف کو قوت اور امداد ملتی ہے"۔

احقر نے اپنے پیر بھائیوں کو نفع پہنچانے کی غرض سے اس کتاب میں اپنے شیخ منظم حافظ جی حضرت خواجہ غلام سدیدالدین علیہ الرحمۃ کی زبان گوہر فشاں سے جو فوائد سنے اور آپکے جو حالات وکرامات اپنی آنکھوں سے دیکھے یا راست گو پیر بھائیوں سے سنے درج کر دیئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالے اس تالیف کو میرے لئے آخرت کا ذخیرہ بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وعلے آلہ واصحابہ اجمعین۔

حاجی عبدالستار افغانی

حیاتِ سدید

یعنی

مختصر حالاتِ زندگی حضرت خواجہ حافظ سدید الدینؒ تونسوی

آپ کی ولادت باسعادت ۸ رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹۰۹ء بروز جمعۃ المبارک بیس منٹ قبل غروبِ آفتاب اپنے نانا جان نواب نظام الدین خان والیٔ ریاست ممدوٹ کے ہاں جلال آباد ضلع فیروزپور (حال انڈیا) میں ہوئی۔

قاری عبدالحکیم ملتانی سے حفظ قرآن پاک کے بعد شیخ غلام رسول صاحب شیخ الجامعہ سلیمانیہ سے درس نظامی کی تکمیل کی۔ بعد ازاں جامعہ ازہر (مصر) سے نصاب منگوا کر تکمیل امتحان کے بعد سند حاصل کی، پھر اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد حامد صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کر کے خلافت حاصل کی۔ اس کے بعد والد گرامی کے حکم سے خواجگان دہلی، چشتیاں شریف، اور پاکپتن شریف کے مقدس مقامات پر عرصہ تک مجاہدات، چلہ کشی اور ریاضتیں کر کے تزکیۂ نفس کرتے رہے۔ اپنے والد گرامی کی حیات مبارکہ میں اپنے جلیل القدر دادا جان حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ہر سال ماہ رمضان المبارک میں قرآن پاک کے تین ختم سناتے تھے۔ آپکو اپنے آباؤ اجداد اور مشائخ عظام سے بے پناہ عقیدت تھی، جو آپ کے طبع زاد اس شعر سے عیاں ہے۔

زلطف شاہ سلیماں، زنور فخر الدین
سگے ست خاک در حامدی سدید الدین

حضرت خواجہ محمد حامد صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال ۱۳۵۷ھ کے تیسرے روز حسب دستور خاندان آپ سجادۂ سلیمانی پر رونق افروز ہوئے صاحبزادگان

مہار دی اور خاندان کے بزرگوں نے دستار بندی کی۔ آپ نے تقریباً تیس برس مسند سجادگی کو رونق بخشی اور اپنے آباؤ اجداد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ایک عالم کو فیض پہنچایا۔ آخر عمر میں فرقہ ملامتیہ اور قلندریہ کو اپنا محبوب مسلک قرار دیا۔ مگر کسی قسم کا سکر استعمال نہیں فرمایا۔

آپ نے تحریک پاکستان میں فعّال کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۵ء میں مسلم لیگ کے باقاعدہ رکن بنے۔ کسی عہدہ کی لالچ کئے بغیر شب و روز مسلم لیگ کے لئے کام کرنے میں ہمہ تن مصروف رہے اپنے ماموں زاد بھائی نواب افتخار حسین ممدوٹ، حضرت دیوان آل رسول سجادہ نشین اجمیر شریف، حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی اور حضرت پیر محمد امین الحسنات المعروف پیر صاحب مانکی شریف کے شانہ بشانہ تحریک پاکستان میں ایک مجاہد کی حیثیت سے حصہ لیا۔

۱۹۴۶ء کے ضمنی الیکشن میں ڈیرہ غازیخان سے سردار عطا محمد خان بزدار کو مسلم لیگ کے ٹکٹ پر بلا مقابلہ منتخب کروا کر وزارتِ خضر کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکی۔ وزارتِ خضر میں آپ کو مختلف پریشانیوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر آپ ملک وملت کی خاطر خندہ پیشانی سے یہ سب کچھ برداشت کرتے رہے۔ کئی ہندو، والیان ریاست اور مسلمان جاگیردار آپکے مرید تھے اجمیر شریف میں آپ کی ذاتی ملکیت بھی تھی۔ مگر حصول آزادی کی خاطر آپ نے کسی چیز کی پرواہ نہ کی اور اپنے مقصد سے ایک حقیقی مسلمان کی طرح وابستہ رہے۔

پاکستان کے ممتاز صحافی اور تحریک پاکستان کے عظیم مجاہد جناب میاں محمد شفیع (م۔ش) تحریک پاکستان کے سلسلے میں آپ کو یوں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

"یہ ایک عجیب حقیقت ہے کہ جب اس صدی کی پانچویں دہائی میں برصغیر میں معرکہ حق و باطل برپا ہوا۔ اور مسلمانوں نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اسلام کی سربلندی کے لئے حق خود ارادیت کا علم بلند کیا تو پنجاب کے جن مشائخ نے تن من دھن سے قائداعظم کا ساتھ دیا۔ ان میں تونسہ

شریف سے حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدین صاحب تونسوی
حضرت قبلہ سید غلام محی الدین شاہ صاحب (گولڑہ شریف) حضرت
خواجہ محمد قمر الدین صاحب سیالوی (سیال شریف) اور پیر سید فضل
شاہ صاحب (جلال پور شریف) پیش پیش تھے۔ انہوں نے اپنے لاکھوں
مریدوں کو انتخابات کے موقع پر یونینسٹ پارٹی کے مقابلے میں مسلم لیگ کے
امیدواروں کو کامیاب بنانے کی اپیل کی "
(بشکریہ روزنامہ نوائے وقت لاہور، لاہور کی ڈائری مورخہ ۲۷ر جون
۱۹۷۴ء ص ۲)

تحریک پاکستان کے علاوہ آپ نے تعمیر پاکستان میں بھی نمایاں خدمات انجام
دیں مسئلہ کشمیر کا آغاز ہوا تو آپ نے اس جہاد میں شرکت کے لئے اپنے مریدوں کو
ترغیب دی چنانچہ ہزاروں متوسلان خاندان سلیمانی اس جہاد میں شریک ہوئے آپ
نے خود بہ نفس نفیس جہاد میں شرکت کا ارادہ کیا مگر اُس وقت کی حکومت نے اجازت
نہ دی۔ آپکی ان گوناگوں خدمات جلیلہ کی بدولت آپکو نجم الہند کا خطاب دیا گیا۔

حضرت قائداعظم کی رحلت کے بعد جب مسلم لیگ اپنے نظریات سے منحرف
ہوگئی تو آپ ۱۹۵۰ء میں جناح عوامی مسلم لیگ میں شامل ہوگئے۔ اور عام انتخابات
میں ڈیرہ غازیخان سے پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے پھر قیام وحدت مغربی
پاکستان کے بعد دوبارہ رکن اسمبلی منتخب ہوئے۔ اس دوران میں آپ نے لادینی
سیاست کے خلاف جہاد جاری رکھا اور پاکستان میں اسلامی اقدار کے تحفظ
اور احیاء کے لئے مسلسل کام کیا اور اپنے علاقہ کی ترقی کے لئے کوشش کرتے رہے
اس بات میں قطعی مبالغہ نہیں ہے۔ کہ آپ کی رحلت کے بعد تونسہ سب ڈویژن
سیاسی لحاظ سے یتیم اور لاوارث بن کر رہ گیا ہے۔

آپ بہت بڑے عاشق رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور محب اہلبیت تھے اعلائے

کلمۃ الحق ان کی رگ و پے میں سمایا ہوا تھا شرعی احکام و امور میں کسی مصلحت کے قائل نہ تھے۔ ایک دفعہ عرس مبارک حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے موقعہ پر بوقت رسم باب الجنت سردار عبدالرب نشتر گورنر پنجاب سے نماز کے وقت میں اختلاف کرتے ہوئے نظامی مسجد میں ٹھیک وقت پر علیحدہ جماعت کروائی جس میں دیگر مشائخ عظام و علماء کرام کے علاوہ حضرت خواجہ حافظ نور جہانیاں صاحب سجادہ نشین چشتیاں شریف نے بھی آپ کی اقتداء میں دوبارہ نماز ادا کی۔

آپ کو شعر و شاعری اور تصنیف و تالیف سے بھی دلچسپی تھی۔ رضا اور حافظ تخلص فرماتے تھے۔ آپ کی ایک فارسی غزل آگے ملفوظات میں آرہی ہے جس سے آپ کی فارسی دانی اور شاعرانہ پختگی کا اظہار ہوتا ہے۔ کئی کتابیں بھی آپ نے تحریر فرمائیں جو بے توجہی کا شکار ہو کر شائع نہ ہوسکیں۔

ماہ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ مطابق مارچ ۱۹۶۰ء میں آپ بیمار ہوئے۔ جب بیماری نے شدت اختیار کی تو میو ہسپتال لاہور میں علاج کے لئے داخل ہوگئے وہاں ایک ماہ کے قریب زیر علاج رہے۔ مگر جب افاقہ نہ ہوا تو آپ تونسہ شریف کے لئے روانہ ہوئے کار تیز رفتاری سے سفر طے کر رہی تھی۔ اور ایک حافظ صاحب آپ کو حسب الحکم قرآن پاک کی مختلف آیات سنا رہے تھے۔ کہ اچانک بھائی پھیرو اور پتوکی کے درمیان سبزہ زار جنگل میں ۲۳ شوال المکرم ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۱ اپریل ۱۹۶۰ء بروز یکشنبہ گیارہ بجے دن آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اور حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے گنبد مزار کے اندر اپنے جد امجد حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

حضرت قمر یزدانی پنوانہ ضلع سیالکوٹ نے آپ کی وفات حسرت آیات پر مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ وصال کہا۔

(۱۰) تصویرِ درد و غم ۱۱

۱۹۶۰ء

افتخارِ چشتیاں باصفا
لے گئے تشریف وہ مردِ خدا
حضرت خواجہ سدید الدین تھے
جن کو کل اہلِ ہند کہتے تھے قمر
مرقدش از نورِ حق معمور باد

۱۳۷۹ھ

عظمتِ دینِ محمد مصطفیٰ
دارِ فانی سے سوئے دارِ بقا
رہنمائے اصفیاء و اتقیا
محفلِ عرفاں میں ہے ان کی ضیا
ہے سنِ رحلت بالفاظِ دعا

(قمر یزدانی)

مرثیہ بر وفات

اعلیٰحضرت خواجہ حافظ سدیدالدین تونسوی علیہ الرحمۃ

سایۂ انبیاء سدیدالدینؒ
پرتوِ اولیاء سدیدالدینؒ

متقی، پارسا سدیدالدینؒ
معرفت آشنا سدیدالدینؒ

نکتہ وَر، نکتہ زا سدیدالدینؒ
مُرشدِ باصفا سدیدالدینؒ

کشتئ فقر کو ملے نہ ملے،
آپ سا ناخدا سدیدالدینؒ

زندگی کھو کے نعمتِ عظمیٰ
ڈھونڈتی اب ہے کیا سدیدالدینؒ

کل تلک تھا جو رونقِ محفل،
بجھ گیا وہ دِیا سدیدالدینؒ

اس بھرے دہر میں ہے کون اپنا
تجھے تمہیں آسرا سدیدالدینؒ

خلدِ فردوس کی ہوا لیتے
جل دِیا جل بسا سدیدالدینؒ

ہر نفس میں ہے صورِ اسرافیل
دل ہے ماتم سرا سدیدالدینؒ

کہہ رہا ہے سلام رو رو کر
انورِ بے نوا سدیدالدینؒ

از: شیخ محمد انور لاہور

ملفوظات حضرت خواجہ حافظ سدیدالدّین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ایک دن حضرت حافظ جی (خواجہ غلام سدیدالدین قدس سرہٗ) نے احقر (عبدالستار خان افغانی) سے فرمایا کہ

"میں نے بچپن میں خواجگان کے مزارات پر بہت چلّے کئے۔ جب میں سات پارے قرآن مجید کے حفظ کر چکا تو حضرت قبلہ والد صاحب خواجہ محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے حضرت خواجہ غریب نواز شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ کے مزار اقدس کے بالین کی جانب اکتالیس روز چلّہ کشی کا حکم دیا اور فرمایا کہ روزانہ حصن حصین شریف حالت قیام میں ختم کروں اور آخر میں اس طرح عرض کروں۔

"یا قبلۂ عالم! مجھے دین و دنیا میں کامل کر دیجئے۔"

چلہ مکمل ہونے کے بعد مجھے خواجگانِ دہلی کے مزاراتِ مقدسہ پر چلّہ کشی کے لئے بھیج دیا۔ وہاں میں عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتا رہا۔ جب واپس ہوا تو والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"اے سدیدالدین! میں تو اللہ تعالیٰ سے تمہارے لئے خواجگان کی توجہ طلب کرتا رہا ہوں۔ خدا معلوم تمہیں اسم اعظم معلوم ہوا یا نہیں۔

میں نے عرض کیا" بابو! مجھے اسم اعظم معلوم ہوا ہے۔

فرمایا بتاؤ۔ میں نے عرض کیا" اپنے شیخ معظم کا نام مریدوں کے لئے بشرط عقیدہ اسم اعظم ہے۔"

اس پر آپ نے فرمایا! الحمدُ للہ میری دعائیں اور آپ کی محنت قبول ہوئی۔

ایک دن فرمایا۔ اے عبدالستار خان! میرے بچپن کے دن مجھے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی بنگلہ میں تشریف فرما تھے۔ جہاں آج ہم بیٹھے ہیں حضرت خواجہ

شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مقدس کا موقعہ تھا۔ ایک بزرگ سید زادے نے قبلہ والد صاحبؒ سے پوچھا کہ یا حضرت! سدیدالدین کو بیعت فرما چکے ہو۔؟ فرمایا نہیں اس پر اس بزرگ نے کہا سخت غلطی کی ہے۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فوراً مجھے روضہ مقدسہ کے اندر لے گئے۔ اور فرمایا غلاف شریف کو مضبوطی سے پکڑو، اور خود رو بقبلہ ہو کر کھڑے رہے۔ بخطہ بعد فرمایا الحمد للہ "سدیدالدین مبارک ہو" حضرت قبلہ عالم نے تمہیں اپنی غلامی میں قبول فرما لیا ہے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی بار آپکی بیعت بطریق روحانی حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ سے ہے اور ظاہری بیعت اپنے والد بزرگوار سے ہے۔

ایک دن فرمایا۔ اے عبدالستار خان! ایک دفعہ میں بچپن میں اپنے والد صاحب حضرت خواجہ محمد حامد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سو رہا تھا۔ گرمی کا موسم تھا۔ آدھی رات کو خواب دیکھا کہ میں ایک غار میں پیشاب کر رہا ہوں۔ ناگاہ ایک بہت بڑی بلا اس غار سے مجھے کھا جانے کے ارادے سے نکلی۔ میں نے ہیبت ناک آواز میں مدد یا غوث الاعظم کہا۔ وہ بلا فوراً نظروں سے اوجھل ہو گئی میں بیدار ہو گیا پھر نیند آ گئی دوسری مرتبہ خواب میں یہ دیکھا کہ برلب دریا ایک بہت بلند مکان ہے جس میں بیٹھا ہوا ہوں۔ زلزلہ کی مانند وہ مکان ہل رہا ہے۔ اس خیال سے کہ میں دریا میں گر نہ جاؤں۔ خوفزدہ آواز سے پکار اٹھا۔

"مدد یا قبلہ عالم"

وہ مکان فوراً ہلنے سے رک گیا میں بھی بیدار ہو گیا۔ والد صاحبؒ نے پوچھا سدیدالدین کیا بات ہے۔ ہم میں نے دونوں خواب بتا دیئے۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ اے سدیدالدین! دوبارہ خطا نہ ہوئی اپنے پیروں پر عقیدہ قوی رکھنا چاہیئے۔

۱۳۴۸ھ میں آپ موٹر پر سوار ہو کر ملتان سے چشتیاں شریف تشریف لے جا رہے

تھے وہاڑی اڈہ پر چائے نوش فرمانے کی غرض سے صوفی محمد عالم کی دکان پر جلوہ افروز تھے۔ ازروئے شفقت مجھ سے فرمانے لگے، عبدالستار خان تجھے معلوم ہے۔ کہ میں موٹر کے ذریعے اس راستہ سے کیوں آیا جایا کرتا ہوں۔ میں نے عرض کیا حضور میں نا چیز کیا جانوں آپ فرمادیجئے۔

آپ نے فرمایا "آخری عمر میں حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک موٹر کار بمبئی سے اس غرض سے منگوائی تھی۔ کہ ہر جمعہ چشتیاں شریف جاکر پڑھیں مگر موٹر کار پہنچنے سے قبل ہی آپ رحلت فرما گئے اب میں اپنے شیخ کی سنت کو پورا کرنے کی خاطر موٹر پر سوار ہو کر یہی راستہ اختیار کرتا ہوں اور اس کا ثواب اپنے شیخ کی نذر کر دیتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ میں ایک مرتبہ تونسہ شریف سے سیدھا لاہور پہنچا اور پھر لاہور سے سیدھا تونسہ شریف واپس آگیا۔ رات کو خواب میں قبلہ والد صاحب بہت رنجیدہ ہوئے اور فرمایا۔ دوسری بار میں تجھے ایسا کرتے نہ دیکھوں۔ میں نے عرض کیا حضور مجھ سے کونسی غلطی ہو گئی ہے آپ نے فرمایا جب بھی اس راستہ سے گزرو تو آتے جاتے چشتیاں شریف ضرور حاضری دیا کرو۔ یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ اب میں جب بھی اس طرف سے گزرتا ہوں ایک دفعہ ضرور حاضری دیتا ہوں۔

اسی مجلس میں آپ سے میں نے بابا عبدالرحمٰن کے اس شعر کا مطلب پوچھا ؎

چہ پُہ یو قدم ترعہ شو پوری رسے
ما لیدیّ دائے رفتار د درویشانو

فرمایا۔ "یہ درویش کی آخری منزل ہے درویش کامل جب مکمل منازل سلوک طے کر لیتا ہے تو خدا جانے کہ ایک قدم میں کہاں سے کہاں تک پہنچ جاتا ہے۔"

ایک روز میں نے عرض کیا کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ جو فرماتے ہیں ؎

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سال طاعت بے ریا

ترجمہ :۔ اولیاء اللہ کے ساتھ گزارا ہوا ایک لمحہ سو سال کی پرخلوص طاعت سے بہتر ہے اس کی کیا دلیل ہے۔؟

آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی سو سال عبادت کرے اس کو کیا معلوم کہ قبول ہوئی ہے یا نہیں۔ لیکن ولیٔ کامل اپنے عقیدتمند کو اپنے حضور اس وقت آنے دیتا ہے جبکہ اس کی حاضری خداوندکریم سے پہلے ہی قبول کروالیتا ہے

آپ نے فرمایا۔ شیخ کی رضامندی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی میں اللہ تعالےٰ کی رضامندی ہے۔ جس نے اپنے شیخ کو رضامند کرلیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہے۔

فرمایا جس پر شیخ کی نگاہ ہو اس کے سامنے شیر بھی روباہ ہے۔ یعنی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

میں نے عرض کیا کہ سلامِ تعظیم کے وقت ہم اپنے ہاتھ پیشانی تک لے جاتے ہیں کیا یہ درست ہے یا نہیں۔؟

آپ نے فرمایا منع نہیں ہے۔ لیکن بعض لوگوں سے ریاکاری معلوم ہوتی ہے تعظیم سے پیشانی یا سینہ پر ہاتھ رکھنا دونوں طریقے صحیح ہیں، بشرطیکہ ریاکاری نہ ہو۔

دعا مانگتے وقت ہاتھ اٹھانے کے متعلق آپ نے فرمایا اگر لوگوں کا اژدہام ہو یا دعا زیادہ دیر مانگنا مقصود ہو تو ہاتھ کشادہ کرکے اٹھانے چاہئیں اور مختصر دعا میں ہاتھ ملا کر اپنے آگے اٹھائے۔ اور دعا کی ابتداء اور اختتام درود شریف سے ہو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اگر درود شریف نہ پڑھا جائے تو دعا قبول نہیں ہوتی اور آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتی ہے

عرض کیا گیا غریب نواز! دو شخص نماز باجماعت کس طرح ادا کریں۔ آگے پیچھے ہوں یا پہلو بہ پہلو؟

فرمایا اگر دو ہوں تو پہلو بہ پہلو کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔ اگر تیسرا آدمی آجائے تو امام

آگے قدم بڑھا جاوے اور پیچھے پیچھے۔ اگر جگہ تنگ ہو اور امام قدم آگے نہ بڑھا سکے تو دوسرا اسے پیچھے اپنے برابر ہٹا لے نیت باندھے اور اقتداء کرے۔

ایک دفعہ وجد کا طریقہ تلقین کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ میں بچپن میں اپنے والد صاحب حضرت خواجہ محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ اجمیر شریف عرس مبارک کے موقعہ پر حاضر ہوا۔ محفل سماع میں ایک صوفی پر وجد طاری ہوا جذبہ میں آکر دو چکر لگائے۔ اور تیسری بار قوالوں کے سامنے تعظیم کے ساتھ کھڑے ہوکر اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور جاں بحق ہوگیا۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ ہوگئی دوسرے دن اس کے جنازے پر بے پناہ ہجوم تھا اور لوگوں نے پھولوں کی بارش برسائی۔ فرمایا یہ ہے صحیح وجد۔ آجکل جو صوفی رقص کرتے ہیں وہ اپنے آپ کو رنجور اور ہمیں پریشان کرتے ہیں۔

فرمایا سماع کے وقت حاضرین پر اللہ تعالیٰ، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم، خواجگان سلف اور حاضر خواجگان کا فیض عام ہوتا ہے۔ عرس مبارک پر خواجگان سلف بھی تشریف لاتے ہیں۔ عرس کی مثال شادی کی سی ہے صاحب عرس زندہ اور موتی ہیں سے جسے دعوت دے وہی عرس مبارک پر حاضر ہوتا ہے۔ جو مشائخ محافل عرس میں تشریف لاتے ہیں ان کی توجہ اور فیوضات سے کوئی بھی خالی نہیں جاتا۔ لیاقت کے مطابق ہر کسی کو نصیب ملتا ہے۔ لہٰذا سامعین کو چاہیئے کہ محفل سماع میں باوضو اور حضور دل کے ساتھ شامل ہوں اور ادب کا لحاظ رکھیں۔ اللہ تعالےٰ کی محبت اور رضامندی کی خاطر سماع کریں نظر میں اپنے شیخ کا تصور رکھتے ہوئے شیخ کی توجہ اور فیوضات کی امید رکھیں۔

فرمایا بزرگوں نے کہا ہے کہ مندرجہ ذیل تین گروہ اولیاء اللہ سے بہت کم استفادہ کرتے ہیں۔

—— بیوی —— بیٹے —— اور تعلقدار ——

کیونکہ فیض ہمیشہ عقیدہ اور صدق محبت کے مطابق ملتا ہے۔ اور یہ تین گروہ عقیدہ اور صدق محبت میں دور والوں کے برابر نہیں ہوتے۔

جب آپ نے ۱۳۷۱ھ میں پہلی بار فریضۂ حج ادا کیا تو واپسی پر اپنے محرم رازوں سے فرمایا "جونہی میں بیت اللہ شریف میں حاضر ہوا رب العالمین سے اپنے برادران طریقت کے لئے دین و دنیا کی بہتری کی دعا مانگی اور جنہوں نے مجھ سے بیعت کی ہے بارگاہ ایزدی میں ان کی قبولیت کی دعا کی۔ بارگاہ ایزدی سے قبولیت کا مژدہ بھی ملا۔

فرمایا مدینہ شریف حاضر ہوا تو زار و قطار روتے ہوئے روضۂ انور کو بوسے دیئے بعض لوگوں نے منع کیا لیکن میں نے انہیں احادیث کے دلائل سے ساکت کر دیا۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ یہ مجنون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کے بعد جتنے روز مجھے حرم نبوی میں حاضری کا شرف حاصل رہا ہر بار روضۂ انور کو خوب جی بھر کر بوسے دیتا اور پھر کسی نے روکنے کی کوشش نہ کی۔

تونسہ شریف میں عرس مبارک کے تیسرے روز عصر کی نماز کے بعد روضہ شریف کے سامنے والے برآمدہ میں حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدین جلوہ افروز تھے محمد خان نامی ایک عقیدتمند حاضر ہوا۔ اور قدمبوسی کے بعد عرض کیا۔

حضور! خانہ صاحب جانہ در قطص رفتہ" اس پر آپ نے فرمایا ہم نے اپنے جاناں کو کعبہ شریف اور مدینہ منورہ میں دیکھا۔ اس بات کو دو تین بار دہرایا۔ محمد خان کہتا رہا کہ "صاحب جانہ در قطص رفتہ" آخر کار حضرت نے وجد و ذوق میں آکر فرمایا۔ بخدا موتروال صاحب مکہ شریف میں بھی دیکھا اور مدینہ منورہ میں بھی دیکھا کپڑے بھی سبز تھے اور روضہ بھی سبز"

(اس رمز سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے)

ایک مرتبہ آپ نہایت خوش و خرم تشریف فرما تھے میں نے عرض کیا کہ آپ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیسے کی؟

آپ نے فرمایا اے ابن فلاں! میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو مبارک میں بصد ادب و احترام کھڑا تھا کہ قسمت نے یاوری کی۔ ناگاہ دیکھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مزار مقدس میں جلوہ افروز ہیں اور تبسم فرما رہے ہیں۔ آپ نے

وہی لباس زیب تن فرمایا ہوا تھا، جو حیات ظاہری میں استعمال فرماتے تھے" اس کے بعد بار بار پوچھنے کے باوجود بھی آپ نے زیادہ بتانے سے گریز فرمایا۔

ایک دن آپ حضرت قبلہ عالم شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ کے مجلس خانہ میں حصن حصین شریف پڑھ رہے تھے۔ میں بھی حاضر خدمت تھا فرمانے لگے کہ صلوٰۃ التسبیح پڑھتے ہو۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا کہ میں بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ میں صلوٰۃ التسبیح پڑھا کرتا تھا اور حصن حصین بھی روزانہ ختم کیا کرتا تھا۔ اس کے بعد آپ نے ایک کتاب منگوا کر صلوٰۃ التسبیح کے بارے میں وارد حدیث شریف مجھے دکھائی اور فرمایا کہ یہ حدیث بہت مشہور ہے۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ اصل درویشی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت قبلہ عالم خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ کو عطا فرمائی ہے۔ اگر کوئی درویش آج کے حال پر کل تک رہے تو وہ درویش ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتا۔

ایک مرتبہ نواب بہاول پور نے اپنے ایک وزیر کو حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی تصویر لینے کے لئے بھیجا وزیر چالیس دن اور بروایت دیگر چھ ماہ تک حاضر خدمت رہا۔ حضرت قبلہ عالم روزانہ نئی شکل و صورت میں نظر آتے یعنی دو دن ایک حال پر نہ رہتے۔ اے فلاں! اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ ننانوے ہیں اور ہر ایک نام علیحدہ علیحدہ رنگ و صفات کا حامل ہے۔ درویش کے لئے بھی ہر نام کا مقام اپنا اپنا ہے۔ اسی لئے درویش ایک حال پر نہیں رہتا اور روزانہ اپنی صفات میں تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ اس کی مثال چرخِ چاہ کی طرح ہے جو تیزی سے چل رہا ہے اور باری باری لوٹکے پر ہو کر آ رہے ہیں۔

ایک دفعہ علماء وقت کے بارے بات چلی تو آپ نے فرمایا کہ مکتب سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ اور ہے اور جو جانب حق سے عطا ہوتا ہے وہ اور ہے۔

علمہائے انبیاء و اولیاء ــــ درویش رخشندہ چوں شمس الضحیٰ

عالمے کہ آموز گارش حق بود ــــ علم او بس کامل مطلق بود

علمہا از بحر علمش قطرہ است ــــ آں چوں خورشید است انبیاء ذرہ است

ترجمہ: ۱: انبیاء اور اولیاء کے علوم چمکتے ہوئے سورج کی طرح دلوں میں نور افشاں ہوتے ہیں
۲: وہ عالم جس کا پڑھانے والا اللہ تعالیٰ ہو۔ اس کا علم مکمل ہوتا ہے۔
۳: دوسروں کے علوم اس کے بحرِ علم میں سے ایک قطرہ کی طرح ہوتے ہیں۔ اس کا علم سورج اور دوسروں کے علم ذرّہ کی مانند ہوتے ہیں۔

عرض کیا گیا کہ غریب نواز! سنا ہے کہ نقشبندی حضرات اپنے شیخ کے حضور میں شیخ کے سینہ پر نظر رکھتے ہیں۔

آپ نے فرمایا ہاں نقشبند کا یہی طریقہ ہے۔ لیکن چشتیوں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے شیخ کے ہفت اندام پر نظر رکھتے ہیں۔ جیسا کہ کشکول شریف میں ہے۔ ؎

مظہرِ ذات و صفات و شدّو مدّو تحت و فوق
مینماید طالباں را کل یوم ذوق و شوق،

ترجمہ: مرشد کامل ذات و صفات اور ہر پہلو کا مظہر ہوتا ہے۔ وہ حق کے متلاشیوں کو عشق و محبت کی راہیں دکھاتا ہے۔

ایک مرتبہ ہم نے آستانہ عالیہ سلیمانیہ میں آپ کے بیٹھنے کے لیے چادر بچھائی۔ لیکن آپ زمین پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ حضرت والد صاحب خواجہ محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ تھا کہ وہ یہاں زمین پر ہی تشریف فرما ہوتے تھے۔ لہٰذا مجھے بھی انہی کا طریقہ پسند ہے۔

ایک روز ہم نے عرض کیا یا حضرت! مشائخ سلف کا طریقہ یہ تھا کہ وہ بیعت کرتے وقت مرید کو وظیفہ تلقین کرتے تھے اور آپ کا معمول یہ ہے کہ مرید کو وظیفہ تلقین نہیں فرماتے۔

آپ نے فرمایا! شیخ کا تلقین کردہ وظیفہ مرید پر لازم ہو جاتا ہے۔ یہ کاہلی اور غفلت کا زمانہ ہے لوگ تو نمازِ فرض ادا کرنے میں سستی کا شکار ہیں وہ وظائف کی پابندی کیسے کریں گے؟ اسی لیے میں مریدوں پر یہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ خواہشمند اپنے پیر بھائی سے وظیفہ پوچھ سکتا ہے۔ اگر کوئی مجھ سے بھی وظیفہ طلب کرتا ہے تو اسے تلقین کر دیتا ہوں

ایک دفعہ آپ نے فرمایا اے عبدالستار خان! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس سے پہلے میرا حج پر جانا کیوں موقوف رہا۔ عرض کیا حضور میں کیا جانوں۔ آپ خود ہی فرما دیجئے

آپ نے فرمایا حضرت قبلہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے وصیت کی تھی کہ حضرت قبلہ عالم خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ کے عرس مبارک کی حاضری دیکر حج پر جانا یعنی اس مقدس عرس سے کسی طرح بھی غیر حاضری نہ ہونے پائے۔ اس وقت ہوائی جہاز کا زمانہ نہیں مگر والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی روشن ضمیری سے معلوم ہو رہا تھا کہ ایسا وقت آئے گا جب یہ دونوں کام ایک ساتھ ہو جائیں گے چنانچہ ایسا ہوا کہ عرس مبارک کا ناغہ بھی نہیں ہوا۔ اور حج بھی ادا ہو گیا۔

میں نے عرض کیا کہ حج تو اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے اور زیارت مدینہ منورہ بھی بہت بڑی سعادت ہے اگر ایک دفعہ عرس مبارک میں ناغہ ہو جاتا تو کونسا حرج تھا۔؟

جواب میں آپ نے فرمایا" اسکی مثال یوں سمجھیئے کہ ایک شخص نماز فرض تو ادا کرتا ہے۔ لیکن سنت کا تارک ہے۔ اور دوسرا نماز فرض کے ساتھ ساتھ سنت بھی ادا کرتا ہے۔ کیا ان دونوں فضیلت کے لحاظ سے برابر ہو سکتی ہے۔؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں اسی طرح شریعت و طریقت لازم و ملزوم ہیں۔ اہل طریقت مشائخ کرام کی سنتوں کو لازم پکڑتے ہیں۔ ترک نہیں کرتے البتہ عقیدہ شرط ہے۔

اس مقام پر راقم الحروف کو ایک واقعہ یاد آگیا کہ عید کی رات تھی حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں چار درویش حاضر ہوئے۔ حضرت جنید نے پہلے سے پوچھا کہ اے درویش! کل نماز عید کہاں ادا کریں۔ درویش نے جواب دیا کہ بیت اللہ شریف میں۔ دوسرے سے پوچھا تو اس نے کہا مدینہ منورہ میں۔ تیسرے نے جواب دیا بیت المقدس میں، جب چوتھے سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں تو اپنے شیخ کے حضور نماز عید ادا کروں گا۔ اس پر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:-

أَنْتَ اَعْلَمُهُمْ وَاَنْتَ اَزْهَدُهُمْ وَ أَنْتَ اَفْضَلُهُمْ ۔ ترجمہ تو ان سے بڑا عالم اور بڑا زاہد اور بہت فضیلت والا ہے۔

ایک روز آپ نے فرمایا کہ ناگور شریف کا راجہ خفیہ طور پر مسلمان تھا اور حضرت والد صاحب خواجہ محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی سے مشرف تھا۔ راجہ کو بعض لوگ کہتے تھے کہ راہِ اسلام بہتر ہے اور بعض کہتے کہ ہندو مذہب اچھا ہے۔ ایک دن حضرت سلطان التارکین شیخ حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں ایک لنگوٹی بند فقیر حاضر ہوا۔ راجہ نے اس سے دریافت کیا کہ راہِ اسلام بہتر ہے یا راہ ہندو مذہب۔ اس درویش نے جواب دیا کہ نہ ہندو بہتر ہے نہ مسلمان۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نیک عقیدہ بہتر ہے۔ راجہ نے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ فقیر کی بات میری عقل و فکر سے باہر ہے۔ والد صاحبؒ نے فرمایا کہ درویش نے تجھے راہِ اسلام دکھایا ہے۔ مگر اسلام میں بھی ہر کام میں عقیدہ نیک ہونا ضروری ہے۔ پھر آپ نے حدیث شریف پڑھی جس کا معنی یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرنا چاہیئے۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ ناپاک جگہ میں یا بے وضو ہونے کی حالت میں یا نسوار منہ میں ہونے کے وقت درود شریف پڑھنا خلافِ ادب ہے۔

ایک بار آپ نے فرمایا کہ جب کسی بزرگ کے مزار پر حاضری دیں تو سورۂ فاتحہ ایکبار سورۂ اخلاص تین بار، سورۂ فلق ایکبار، سورۂ والناس ایکبار اور آخر میں درود شریف پڑھ کر خواجگانِ کرام کی ارواح کو ایصال ثواب کریں۔ اگر وقت کی گنجائش ہو تو سورۂ یٰسین، سورۂ ملک یا کوئی دوسری سورۃ بھی پڑھ لیا کریں۔

ایک دفعہ میں (عبدالستار خان افغانی) ایک دو پیر بھائیوں کے ہمراہ تونسہ شریف سے پاکپتن شریف اور دہلی شریف خواجگان سلسلہ عالیہ کے مزارات کی زیارت کرنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ دل میں یہ خیال کروٹیں لے رہا تھا کہ اجمیر شریف کی زیارت بھی نصیب ہو جاتی۔ اسی دوران ایک ایسے شخص سے ملاقات ہوئی جو مرید تو تونسہ شریف کا تھا مگر محبت زیادہ دوسری جگہ رکھتا تھا

اور اپنے اس عقیدے کو اپنی کامیابی و کامرانی کا زینہ سمجھتا تھا۔ رات کو میں نے خواب دیکھا کہ حضرت خواجہ حافظ غلام سدیدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نمازِ عصر کے بعد حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ کے روضہ شریف کے سامنے جلوہ گر ہیں۔ میں نے اجمیر شریف جانے کی اجازت طلب کی۔ فرمایا پہلے حضرت قبلۂ عالم خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ کے روضہ شریف کی زیارت کرو۔ اور پھر اجمیر شریف کا قصد کرنا۔ اس کے بعد تنبیہ فرماتے ہوئے کہا اے عبدالستار خان! جو کچھ ملتا ہے اپنے شیخ سے ہی ملتا ہے اس بات کو دو تین بار دہرایا اس سے میں سمجھ گیا کہ یہ اس شخص کی طرف اشارہ ہے جو اپنے پیرخانے کو چھوڑ کر دوسری جگہ محبت رکھتا ہے۔

ایک مرتبہ کسی نے کتے کو مارا۔ آپ کتے کی آواز سنکر فوراً باہر آگئے اور نہایت غصّہ کے عالم میں فرمایا کہ کس نے حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کے کتے کو مارا ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ گوشت کو خراب کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا بغیر تکلیف پہنچائے اسے کیوں نہ بھگا دیا اگر آئندہ کسی سے ایسی حرکت سرزد ہوئی تو میں اسے خوب ماروں گا۔

اللہ! اللہ! جنہیں اپنے شیخ کے دراقدس سے کامل نیاز ہے وہ اپنے شیخ کے آستانہ کے کتے کا بھی احترام کرتے ہیں۔ لیکن آج لوگ شیخ کی اولاد کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ چشم بصیرت عطا فرمائے۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا شیخ کی رحلت کے بعد سالک اگر دل میں شیخ کا تصوّر قائم نہ رکھ سکے تو شیخ کے مزار سے رابطہ رکھے اور پھر فرمایا کہ جس شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کی ہے وہ درود شریف پڑھتے وقت روضہ اقدس کا تصوّر کرے۔

ایک دن نمازِ عصر کے بعد آپ روضہ شریف کے سامنے جلوہ افروز تھے۔ کہ ایک عقیدت مند حاجی شیر محمد نے آکر سجدہ کیا۔ آپ غصّہ میں آگئے اور فرمایا۔ ارے بیوقوف! تو عالم ہو کر خلافِ شرع عمل کرتا ہے۔ کیا تو فرمانِ نبوی کو نہیں جانتا کہ مَن سَجَدَ لِغَیرِ اللّٰہِ فَقَد کَفَرَ۔ (جس نے غیر اللہ کے لیے سجدہ کیا اس نے کفر کیا) آپ نے خدام سے فرمایا کہ اسے

پکڑ کر کمرے میں بند کر دو۔ نمازِ مغرب کے وقت جب روضہ شریف سے مسجد کی جانب آ رہے تھے۔ تو مجھ سے فرمایا عبدالستار خان! حاجی شیر محمد مجھے بہت دُکھ دیتا ہے اور خلافِ شرع عمل کرتا ہے۔ اس پر میں نے عرض کیا ؎

گر نبودے سِرِّ حق اندر وجود ۔ آب و گِل را کے ملک کر دے سجود

ترجمہ :۔ اگر رازِ حق وجودِ آدم میں نہ ہوتا تو فرشتے محض کیچڑ کو کب سجدہ کرنے والے تھے۔

اس پر آپ نے فرمایا کہ کیا اس نے ملائکہ کا سا سجدہ کیا ہے۔؟ میں نے عرض کیا عاشقِ صادق بے اختیاری میں ایسا کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ یہ سنکر آپ نے خاموشی اختیار فرمالی۔

جب حاجی شیر محمد صاحب کا انتقال ہوا تو یہ جانکاہ خبر خواجہ محمد یوسف نے آپ کو سنائی تو فرمایا ارے بیوقوف تو حاجی شیر محمد کو مردہ کہہ رہا ہے۔ عاشق صادق مرا نہیں کرتے۔

ایک دفعہ میں آپ کے لئے چار خان کو رکاں خریدنے کے لئے ہرات گیا۔ ۳۸ روز تک یہ تکلیف دہ سفر جاری رہا۔ دورانِ سفر بہت سی پریشانیاں اٹھانی پڑیں۔ ایک رات صبح صادق کے قریب عالمِ خواب میں آپکی زیارت نصیب ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ اس دفعہ تو آپ نے ہمیں بالکل ہی فراموش کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں میری توجہ ہمیشہ تمہارے ساتھ ہے۔ اور اس سفر میں تمہارے ہمراہ رہا ہوں۔ چنانچہ چند نشانیاں بتا کر راستہ کی پریشانیوں کی یاد دلائی۔ اس کے بعد مجھے حکم دیا کہ قبلہ کی طرف دیکھو۔ میں نے دیکھا تو حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے عَلَم نصب ہیں۔ پھر فرمایا شمال کی طرف دیکھو۔ ادھر دوسری زیارت تھی۔ اسی طرح جنوب کی طرف زیارت نصیب ہوئی۔ پھر فرمایا عبدالستار خان! میں تمہارے ساتھ ساتھ ہوں مگر تمہاری نظر سے پنہاں۔

جناب صاحبزادہ محمد نواز سے منقول ہے کہ ایک دفعہ آپ لاہور میں چارپائی پر سوئے ہوئے تھے۔ اور میں آپ کے پاؤں دبا رہا تھا۔ ناگاہ آپ کا وجود مبارک بڑھنے لگا اور میں خوفزدہ ہو کر چارپائی سے نیچے اتر گیا۔ آپ کا وجود چارپائی سے بڑھ گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد گھٹنا شروع ہوا۔ یہانتک کہ شیر خوار بچے برابر باقی رہ گئے۔ جب آپ اپنے حال پر آئے تو

میں نے عرض کیا کہ حضور یہ کیا بات تھی۔ آپ نے رخ انور دوسری طرف پھیر لیا۔

صاحبزادہ محمد نواز سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ لاہور میں آپ نے مجھے بیٹا صبح سویرے دو چار تھپڑ رسید کئے پھر دوپہر کو اور پھر رات کو سوتے وقت خوب تھپڑ رسید کیے۔ میں بہت پریشان ہوا کہ ماجرا کیا ہے۔ خیر اسی کشمکش میں سو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ آپ مجھ سے فرما رہے ہیں "محمد نواز آ میرے ساتھ چل کہیں جانا ہے" میں آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ دیکھتا ہوں کہ ہم حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار عالیہ میں حاضر ہو گئے ہیں۔ وہاں چہار یار رضی اللہ تعالی عنہم بھی جلوہ افروز ہیں۔ میں پیچھے ہٹ کر بیٹھ گیا اور آپ آگے بڑھ کر بیٹھ گئے۔ آپ تعظیم و تکریم کرنے کے کچھ دیر بعد واپس تشریف لے آئے میں بھی ساتھ تھا جب میں بیدار ہوا تو اپنے آپ کو بستر پر پڑا پایا اور تھکان سے پاؤں درد کر رہے تھے۔ صبح ناشتہ کے وقت آپ نے باورچی (لانگری) سے فرمایا کہ محمد نواز کو ٹبر اٹھا کے بجائے گرم گرم دودھ دیں کیونکہ اس نے بہت سفر طے کیا ہے۔

ایک روز آپ سے حجامت کے متعلق پوچھا گیا۔ فرمایا قبضہ لینا سنت ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا مسلک یہی ہے۔ اگر حنفی داڑھی کا قبضہ نہ لے تو وہ مذہب کی بے ادبی کرتا ہے اور قبضہ لینے کی حد ٹھوڑی سے بیان فرمائی۔

ایک دفعہ آپ سے روز الست میں سجدۂ ارواح کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے تفسیر روح البیان کے حوالے سے فرمایا کہ ارواح نے سجدہ کیا تھا۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ مطالعہ کے لئے خواجگان کرام کی کتابیں بالخصوص فوائد الفوائد شریف بہت نفع بخش کتاب ہے۔

ایک شخص عرس مبارک کے ایک روز بعد حاضر خدمت ہوا۔ حاضرین نے عرض کیا حضور! یہ شخص عرس شریف میں حاضر نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا زیارت کو آنا بھی نیک بختی ہے۔

ایک دفعہ سوال کیا گیا کہ محفل سماع میں صوفیوں کے وجد پر قیام کیوں کیا جاتا ہے؟ فرمایا صاحب خانقاہ مجلس سماع میں تشریف لاتے ہیں اس کی تعظیم میں قیام کیا جاتا ہے

آپ کے ایک غلام مولوی گل محمد روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں انتہائی پریشانیوں میں پھنس گیا۔ بذریعہ عریضہ آپ کی خدمت میں حالِ دل عرض کیا اور یہ شعر بھی لکھا ؎

عنایتی کن ماراکہ رفتہ مگذار — کہ کارِ ما ہمہ موقوف بر عنایت تست

ترجمہ:۔ ہمارے اعمال پر منحصر نہ کر بلکہ عنایت فرمائیں کیونکہ ہمارا کام تو آپکی عنایت پر موقوف ہے

آپ نے جواب میں یہ شعر لکھ بھیجا ؎

مگو کہ پیر شدی تابِ عاشقیت نماند — شرابِ کہنہ مستی دگر دارد

ترجمہ:۔ یہ نہ کہو کہ بوڑھا ہو گیا ہوں اور عاشقی کی تاب نہیں رہی پرانی شراب میں تو مستی زیادہ ہوتی ہے۔

جواب کا پہنچنا تھا کہ تسکین ہو گئی۔

آپ سے پوچھا گیا کہ نزع کے وقت اپنے غلاموں کے پاس مرشد کامل کس صورت میں جلوہ افروز ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا بصورت روحانی۔

دریافت کیا گیا کہ حضرت خواجہ محمد حامد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کس مقام پر فائز تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا مقام قطبیت سے بلند مرتبۂ تسلیم و رضا میں تھے۔

ایک دفعہ حسن خان نامی غلام حاضر ہوا۔ وہ کانوں سے بہرہ تھا۔ ہم نے عرض کیا حضور! اس پر توجہ فرمائیں آپ نے ارشاد فرمایا۔ اس کے کان میں روغن بادام تلخ ڈال دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ شفایاب ہو جائے گا۔ ہم نے عرض کیا بجا ہے لیکن حضور دم بھی فرمادیں۔ اس پر آپ نے فرمایا عبدالستار خان! ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ! ہم اونٹ کو توکل پر چھوڑتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِعْقِلْ تَوَکَّلْ یعنی باندھنے کے بعد بھی توکل کر۔

مسجد اولیاء پاکپتن شریف میں آپ نے تسبیح پڑھنے کے بعد وظیفہ حصن حصین شریف شروع کیا۔ وظیفہ کے دوران فرمایا کہ عبدالستار خان! یہ وظیفہ حضرت اعلیٰ شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ کے پہلو میں ۳۱۳ بار روزانہ چالیس دن متواتر پڑھو۔ میں تم کو اجازت دیتا ہوں۔

آپ سے پوچھا گیا کہ کعبہ شریف جو بعض درویشوں کے طواف کو آتا ہے کیا اسی وجود ظاہری میں آتا ہے۔؟ فرمایا ہاں۔

ایک دفعہ عرض کیا کہ حل مشکلات کے لئے اپنے شیخ کامل کے نام کا وظیفہ کس طرح کریں فرمایا اُمْدُدْنَا یَا شَیخ

ایک دفعہ پاکپتن شریف میں آپ چارپائی پر آرام فرما تھے۔ میں چارپائی سے نیچے بیٹھ کر پاؤں دبا رہا تھا۔ میں نے عرض کیا حضور! حج سے واپسی کے بعد میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک شخص مجھے کہہ رہا ہے کہ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہیں بھیجا ہے اس کا کیا مطلب ہے فرمایا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سلام کا آنا سلامتی ایمان کا اشارہ ہے۔ اور یہ خواب سچا ہے۔

ایک دفعہ ایک غلام آپ کے سامنے نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اسے ڈانٹا اور تعظیم کا جائز طریقہ تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ شیخ کے حضور میں اپنی حاجات دل ہی دل میں عرض کرنی چاہئیں۔ کامل دل کی بات جانتا ہے اسی لئے تو پیر رومی نے کہا ہے ؎

آں ولی حق کہ خوئے حق گرفت — نور گشت و تابش مطلق گرفت

در درونِ دل درآید چوں خیال — پیش او مکشوف باشد سرِ حال

آنکہ واقف گشت بر اسرارِ ہُو — سرِ مخلوقے چہ باشد پیش او

ترجمہ:- ۱ وہ ولی جو حق کی صفت پا لیتا ہے نور ہو جاتا ہے اور ذات مطلق کی قوت پا لیتا ہے

۲:- وہ خیال کی طرح دل میں اتر جاتا ہے۔ اور ہر راز اس کے سامنے ظاہر ہوتا ہے۔

۳:- جو اللہ تعالیٰ کے اسرار جان لیتا ہے تو پھر اس کے سامنے مخلوق کے راز کیا حیثیت رکھتے ہیں

گروہِ ملامتیہ کے متعلق آپ نے فرمایا کہ طریقت میں ایک گروہ کو ملامتیہ کہا جاتا ہے ظاہر میں ان سے ایسے امور سرزد ہوتے ہیں کہ جن سے ان پر ملامت آئے۔ یہ صرف شر نفس سے بچنے کے لئے ایسا کرتے ہیں تاکہ کہیں اپنی خوبیوں سے غرور کھا کر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈال بیٹھیں۔

آپکی زبان مبارک پر اکثر عاشقانہ اشعار کا ورد رہتا تھا۔ ایک دفعہ آپ قیام لاہور کے دوران
چہل قدمی کرتے ہوئے یہ شعر بڑے ذوق و شوق سے پڑھ رہے تھے۔

پیش خم ابروئے بتاں سر بسجود سے | در مذہب عشاق به از یں نیست نمازے

ترجمہ:۔ محبوبوں کے ٹیڑھے ابرو کے سامنے سربسجود ہونے سے بہتر نماز مذہب عشاق میں نہیں ہے۔
آپ فارسی کے نغزگو شاعر تھے۔ فارسی غزلیات کا بہت بڑا دیوان تھا مگر اس کو مخفی رکھا
مولوی گل محمد صاحب کو اتفاقاً ایک دن وہ دیوان مل گیا اور وہ نقل کرنے لگے ابھی ایک ہی غزل
نقل کی تھی کہ آپ نے مطلع ہو کر دیوان واپس منگوالیا۔ وہ غزل یہ ہے۔

دلدار گفتی کیستی، گفتم دعا گوئی شما | گفتا چرا دل خستۂ، گفتم کہ زخمی خوردہ ام
عزم کجا داری بگو، گفتم سر کوئے شما | گفتا کہ زد تیغ جفا گفتم دو ابروئے شما
گفتا سوالے میکنم، گفتم بگو اے جان من | گفتا کہ نام خود بگو، گفتم کہ من حافظ سگم
گفتا دو عالم را بہا گفتم یکے موئے شما | گفت از سگان کیستی، گفتم سگ کوئے شما

۲ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ کو احقر (عبدالستار خان) حاضر خدمت ہوا تو آپ نے فرمایا کہ
"چند علمائے کرام میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ کے پاس چوکھٹ بوسی کی کیا دلیل ہے
ہمیں کسی کتاب کے حوالہ سے دکھاؤ۔؟
میں نے انہیں مسند ابی عوانہ کے صفحہ نمبر ۱۲۴ پر یہ مسئلہ دکھایا اور وہ خاموشی سے اٹھ کر
چلے گئے"۔ اس کے بعد آپ نے مذکورہ کتاب منگوا کر مجھ کو بھی حوالہ دکھایا۔ اور فرمایا کہ ابی عوانہ
فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے استاذ مکرم حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ اقدس
پر حاضری دیتا ہوں تو پہلے چوکھٹ بوسی کرتا ہوں اور پھر دیوار کو چوم کر دروازہ پر کھڑا رہتا ہوں۔
روضۂ انور کے اندر جانے کی جرأت نہیں کرتا کیونکہ اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتا حضرت
امام اعظم قدس سرہٗ جب اپنے استاد گرامی حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے مزار مقدس پر حاضر ہوتے تو بالکل اسی طرح کرتے تھے۔
نماز فجر کے بعد ذکر بالجہر کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کو پورے چھ کلمے یاد

ہوں تو ہر شش کلمے پڑھے۔ اگر پورے چھ کلمے یاد نہیں ہوں تو صرف کلمہ طیبہ ہی بلند آواز سے دہراتا رہے۔ اس کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے۔ جتنا دل چاہے پڑھے۔

آپ سے دریافت کیا گیا کہ نماز فرض کے بعد تین بار دعا مانگنا کیسے ثابت ہے افغانی علماء تو تین بار دعا مانگنے سے منع کرتے ہیں۔ بلکہ آیت الکرسی پڑھنے سے روکتے ہیں کہ سنت پڑھنا اکمال فرض کے لئے ہے۔ لہٰذا سنت اور فرض کے درمیان فاصلہ جائز نہیں ہے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے تو صرف۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَ اِلَیْكَ یَرْجِعُ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ پڑھا ہے۔

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ فرض اور سنت کے مابین فاصلہ کرنا اس طرح سے ناجائز ہے کہ دنیاوی باتیں شروع کر دی جائیں آیۃ الکرسی تو ذکر ہے اور نماز بھی ذکر ہے۔ اس سے فاصلہ کیسے باقی رہا۔ اب رہی بات تین بار دعا مانگنے کی۔ تو یہ صحیح حدیث شریف سے ثابت ہے۔ حصن حصین شریف میں ہے۔ وَاَنْ یُّكَرِّرَ الدُّعَاءَ وَاَقَلُّهُ التَّثْلِیْثُ وَاَنْ یُّلِحَّ فِیْهِ۔ (حصن حصین ص نمبر ۲۴ باب آداب الدعاء)

نماز تراویح کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ چار چار رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھنا افضل ہے مگر قعدہ اولیٰ میں درود شریف اور دعا پڑھے اور تیسری رکعت سبحانك اللھم وسے شروع کرے۔

اگر کوئی شخص بیس رکعت تراویح ایک ہی نیت اور ایک ہی سلام کے ساتھ ادا کرے اور ہر دو رکعت پر قعدہ کرے تو پھر بھی جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے۔

آپ نماز تراویح حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے مجلس خانہ میں باجماعت ادا فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ احقر سے فرمایا کہ لوگ تراویح کی اس طرح ادائیگی کے بارے میں مجھ سے مباحثہ کرتے ہیں۔ میں انہیں جواباً یہی کہتا ہوں کہ میں تو اپنے مشائخ عظام کے طریقہ پر عَلٰی مَذَاهِبِ الْاَرْبَعہ ہوں۔ لِاَنَّ الصُّوْفِیَّةَ یُقَلِّدُوْنَ عَلٰی

مذاہب الاحوط یعنی میں اپنی تقلید میں پوری احتیاط کرتا ہوں اپنا دینی فائدہ جس مذہب میں زیادہ پاتا ہوں اس پر عمل کرتا ہوں۔

ایک دن پوچھا گیا کہ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ۔ کیا یہ حدیث شریف ہے؟

آپ نے فرمایا ہاں یہ صحیحین کی حدیث ہے اور مَنْ اَحَبَّ الْعِلْمَ وَالْعُلَمَاءَ لَمْ یُکْتَبْ خَطِیْئَتُہٗ فِیْ حَیَاتِہٖ اور مَنْ صَلّٰی خَلْفَ عَالِمٍ تَقِیٍّ کَاَنَّمَا صَلّٰی خَلْفَ نَبِیٍّ کے بارے میں فرمایا کہ یہ مشائخ کرام کا مقولہ ہے حدیث شریف نہیں ہے۔ اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ کے متعلق دریافت کرنے پر کہ بعض تو حدیث کہتے ہیں۔ مگر میں نے فتاویٰ میں دیکھا ہے کہ یہ محققین کا مقولہ ہے حدیث نہیں فوراً فتاویٰ حدیثیہ منگوا کر حوالہ دکھایا۔ سورۂ روم وسورۂ عنکبوت کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ ۲۳ رمضان المبارک کو بعد از نماز تراویح دو رکعت نماز نفل کی نیت سے حافظ پڑھے اور مقتدی سنتے رہیں۔ اس کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ یہ طریقہ آپ نے تفسیر سراج منیر کے حوالہ سے بیان فرمایا۔

میں نے عرض کیا کہ اگر اتفاقاً کسی کو یہ دو سورتیں یاد نہ ہوں اور پیش امام بھی حافظ نہ ہو تو کیا امام قرآن شریف سے دیکھ کر قرأت کر سکتا ہے جبکہ مقتدی سنتے رہیں۔ ؟ فرمایا کہ صحیح طریقہ میں نے بیان کر دیا ہے۔ کوئی دوسرا طریقہ نہ تو میں نے کتاب میں دیکھا ہے اور نہ ہی میں کہہ سکتا ہوں۔

میں نے عرض کیا کہ سنا ہے کہ درویش ۳۶۰ جگہوں پر حاضر ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ کم از کم ۳۶۰ جگہوں پر حاضر ہو سکتا ہے۔ اور درویش کامل اٹھارہ ہزار عالم میں جلوہ گری کرتا ہے۔ یہ قطب الاقطاب کا مقام ہے۔

ایک روز لباس فاخرہ اور قیمتی کپڑے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ ہم نے تو حضور والا کو ہر وقت پرانی جائے نماز پر ہی تشریف فرما ہوتے

دیکھا ہے۔ حالانکہ آپ کے پاس عمدہ کپڑوں اور نرم و نازک غلیچوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ آپ ان چیزوں کو استعمال میں کیوں نہیں لاتے۔ آپ نے فرمایا۔ الخمول راحۃ والشہرۃ آفۃ۔ پھر فرمایا کہ میں نے حدیث شریف میں پڑھا ہے کہ جو شخص نفسانی خواہش سے لباس فاخرہ پہنے گا۔ اسے آخرت میں آگ کی پوشاک پہنائی جائے گی۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ ہم اپنے والد گرامی و شیخ معظم خواجہ محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت خواجہ فخر الدین جہان دہلوی اور حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی قدس اسرارہم کے مزارات کی زیارت کو گئے وہاں والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ٹوپی مبارک اور داڑھی مبارک سے جاروب کشی کی۔ پھر فرمایا کہ مولانا روم نے کیا خوب کہا ہے۔

پیر و حق را زا حولی ہر کہ دو دید ـــــ او مریداست اندریں رہ نے مرید
دو نخوان و دو مدان و دو مبین ـــــ خواجہ را در خواجۂ خود محو بیں
گر جدا بینی ز حق تو خواجہ را ـــــ گم کنی ہم متن ہم دیباچہ را

محو بیں

ترجمہ ۱:۔ جو شخص اپنے مرشد اور ذاتِ حق کو جدا جدا دیکھتا ہے وہ مردود ہے ارادتمند نہیں ہے۔

۲:۔ نہ تو جدا جدا کہو، نہ جانو اور نہ دیکھو اور اللہ تعالیٰ کو اپنے مرشد کی ذات میں تلاش کرو۔

۳:۔ اگر تو مرشد کو ذاتِ حق سے جدا جانے گا تو متن کے ساتھ دیباچہ بھی گم کر بیٹھے گا

ایک دن آپ نے فرمایا کہ میری عمر ۸۵ سال تک پہنچ چکی ہے۔ اب میں بوڑھا اور معذور ہوں۔ پھر نشاطِ زندگی کے بارے چند اشعار پڑھے ان میں سے صرف دو ہی یاد رہ گئے ہیں۔

نشاطِ زندگانی تا بسی سال ، ـــــ چو چہل آمد فرو آمد فرو بال ،
چو پنجاہ آمدہ نماند پیچ پنجہ ـــــ چو شصت آمد نشست آمد بدیوار

ترجمہ:۔ نشاطِ زندگی صرف تیس سال تک ہوتی ہے۔ جب عمر چالیس سال ہو جائے تو انسان زوال پذیر ہو جاتا ہے۔ پچاس سال کی عمر میں طاقت ختم ہو جاتی ہے اور ساٹھ سال کی عمر

میں تو دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر ہی بیٹھنا ہوتا ہے۔

ایک دفعہ میں (عبدالستار خان افغانی) نے عرض کیا کہ جو لوگ بیعت کئے بغیر اس جہان سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ ان کے متعلق کیا حکم ہے یعنی وہ شیخ کی غلامی میں داخل ہوتے ہیں یا نہیں۔؟ آپ نے فرمایا داخل ہوتے ہیں بشرطیکہ شیخ کامل ہو کیونکہ روح زندہ ہے۔

ایک دفعہ اخر دلی احمد خیل قبیلہ کے تین چار شخص حاضر حضرت ہوئے اور تعویذ طلب کئے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں کتنے تعویذ درکار ہیں کہنے لگے کہ ہم بارہ آدمی ہیں بارہ تعویذ عطا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم آدمی تو دس ہو اور تعویذ بارہ مانگتے ہو۔ (یہ تھی آپ کی فراست صحیح ہے کہ اِتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ) پھر فرمایا اے عبدالستار خان! میں تعویذات لکھتا جاتا ہوں اور آپ جوڑ کر انہیں دیتے جائیں

ان میں سے ایک شخص غلام نبی نے عرض کیا کہ میں نے بچپن میں بیعت کی تھی لیکن مجھے یاد نہیں کہ میں نے کس بزرگ کے دست حق پرست میں ہاتھ دیا تھا۔ لہٰذا آپ مجھے اپنی غلامی میں قبول فرمائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت اعلیٰ شاہ محمد سلیمان قدس سرہٗ کے مزار پر انوار کا غلافِ مبارک پکڑ کر عرض کرو کہ "یا حضرت آپ کے سجادہ نشین نے مجھے اپنی غلامی میں قبول کر لیا ہے آپ بھی قبول فرمائیں۔"

ٹوپی پہننے کے بارے آپ نے فرمایا کہ یہ سنت ہے اور یہ حدیث شریف پڑھی۔ اَلْفَرْقُ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْمُنَافِقِیْنَ الْعَمَامَاتُ عَلَی الْقَلَنْسُوَۃِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ بَیْنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ ترجمہ:- ہمارے اور منافقوں کے درمیان ٹوپی پر پگڑی باندھنے کا فرق ہے۔

ایک دفعہ آپ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ بائیں ہاتھ سے تسبیح پڑھنا کیسا ہے۔؟ آپ نے فرمایا بے ادبی ہے تسبیح کو اکیلے بائیں ہاتھ میں لے کر پڑھنا نہیں چاہیے دائیں ہاتھ کی شرکت ضروری ہے۔ ہاں اگر کوئی عذر ہو تو کوئی حرج نہیں۔

سفر کے بارے میں گفتگو ہوئی تو فرمایا کہ ۲۸، ۲۹ تاریخ کو حضور سید عالم صلی اللہ

علیہ وسلم سفر نہیں فرماتے تھے۔ عرض کیا گیا کہ مشائخ چشت نے بدھ کے دن سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ کیا اس کے متعلق کوئی حدیث شریف وارد ہوئی ہے۔؟

آپ نے فرمایا فتاویٰ حدیثیہ میں اس کی ممانعت آئی ہے بلکہ قرآن مجید پارہ ۲۷ سورۂ قمر میں۔ فِیْ یَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ سے مراد یہی بدھ کا روز ہے۔

اہل قبور سے مدد حاصل کرنے کے بارے میں آپ نے یہ حدیث شریف پڑھی۔

اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَہْلِ الْقُبُوْرِ،

ایک دفعہ آپ نے فرمایا۔ اے عبدالستار خان! اللہ تعالیٰ انسان کی پیشانی پر نظر رحمت فرماتا ہے۔ اس لئے میں روا نہیں سمجھتا کوئی شخص میرے آگے اپنی پیشانی زمین پر رکھے پھر فرمایا کہ مولوی محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان قدس سرہٗ کے اعاظم خلفاء میں سے تھے حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جبین نیاز زمین پر رکھی۔ آپ نے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ کہہ کر دعا دی مولوی صاحب کو دیکھ کر ایک اور آدمی نے اسی طرح کیا حضرت نے اسے روکا۔ اور فرمایا کہ تو مقام مولوی پر نہیں پہنچا ہے لہٰذا تجھے ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔

ایک دفعہ میں نے عرض کیا کہ آپ جنوں کو بھی بیعت فرماتے ہیں؟ فرمایا مجھے بابو صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں بیعت کرنے سے روکا ہے پھر فرمایا کہ بچپن میں میں نے خواب دیکھا تھا کہ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے۔ ایک جن میرے آگے آیا اور کہنے لگا کہ میں یہ چراغ بجھاتا ہوں، میں نے اسے دور ہونے کے لئے کہا مگر وہ کھڑا رہا۔ اس پر میں نے اسے طمانچہ رسید کیا۔ اور کہا دور ہو جا۔ اگر دوبارہ نظر آیا تو تیرا حال اس طرح کر دوں گا کہ تو قیامت تک یاد رکھے گا۔

بابو صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیدار ہوتے ہی مجھ سے پوچھا، سدید الدین! کیا بات ہے؟

سالک وہ ہے۔ جو ابتداء میں مجذوب ہو اور آخر میں سلوک الی اللہ کی منزل پہنچ جائے، اور سالک مجذوب وہ ہے جو اوّل سلوک الی اللہ کی منازل طے کر لے اور پھر اسے جذبہ

حاصل ہو۔

چنانچہ مولانا عبدالرحمٰن جامی نے پہلے سلوک طے کیا۔ پھر اسّی سال کی عمر میں انہیں جذبہ حاصل ہوا۔ اور خواجہ عبیداللہ احرار جو سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم ستون ہیں اور مولانا جامی کے پیر و مرشد بھی ہیں، بچپن میں انہیں جذبہ حاصل تھا۔ مادرزاد ولی تھے آخر میں سالک کی منزل تک پہنچے۔

مجذوب سالک اور سالک مجذوب کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ؎

تا مست نہ گردی نہ کشی بارِ غمِ عشق   آرے شترِ مست کشد بارِ گراں را

ترجمہ:۔ جب تک تم پرستی نہ چھا جائے تو عشق کا بوجھ نہیں کھینچ سکتا۔ ہاں مست اونٹ ہی بارگراں اٹھا سکتا ہے۔

اسی طرح لسان الغیب حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ اوّل میں مجذوب تھے، آخیر میں سالک ہوئے اور مولانا روم علیہ الرحمۃ اوّل میں سالک اور آخر میں صاحبِ جذبہ ہوئے شاہ نیاز احمد بریلوی خلیفہ حضرت مولانا فخر جہاں دہلوی قدس اسرارہم لکھتے ہیں۔ ؎

تا نہ شود از و طلب طالب او کسے نہ شد

ایں ہمہ جستجوئے ما ہست ز جستجوئے او

ترجمہ:۔ جب تک بارگاہ ایزدی سے طلب نہ ہو اس کا کوئی طالب نہیں بن سکتا ہماری جستجو اسی کی جستجو کا نتیجہ ہے۔

حاصل کلام یہ کہ اگر کسی کو ابتداء میں عشق کی دولت حاصل ہو تو سلوک کی منزل بآسانی اور جلدی طے کر لیتا ہے۔ اور اگر عشق آخر میں حاصل ہو تو اپنے مقصد کو بڑی دیر اور کٹھن منازل طے کرنے کے بعد پاتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ لسان الغیب مقام ملامتیہ پر فائز تھے۔ اس مقام پر فائز ہونے والے کے سارے صغیرہ و کبیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں میں نے سارا ماجرا کہہ سنایا تو فرمانے لگے "ان سے جنگ نہ کیا کرو۔"

۱۶ رجب المرجب ۱۳۷۷ھ کو آپ چشتیاں شریف میں جلوہ افروز تھے۔ میں اور مولوی گل محمد جو دھواں والا حاضر خدمت تھے۔ آپ نے دیوانِ حافظ کے چند اشعار پڑھے اور فرمایا کہ حافظ صاحب نے یہ دیوان بطریق الہام کہا ہے اس لئے آپ کو لسان الغیب کہا جاتا ہے۔ مولوی گل محمد نے عرض کیا کہ لسان الغیب کی کوئی شرح بھی لکھی گئی ہے فرمایا شرحیں تو بہت لکھی گئیں مگر کسی مرد کامل کی لکھی ہوئی شرح نہیں ملتی۔ مولوی صاحب نے گزارش کی کہ آپ شرح تصنیف فرماویں۔ آپ نے پیشانی پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ آپ میرا راز فاش کرتے ہیں۔"

اسی مجلس میں آپ نے فرمایا کہ حافظ مولوی محمد علی شاہ خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے جب حضرت اعلیٰ تونسوی قدس سرہٗ سے مثنوی شریف پڑھنا شروع کی تو حضرت نے ان اشعار پر دو روز تک فصیح و بلیغ تقریر کی۔ ؎

بشنو از نے چوں حکایت میکند | وز جدائیہا شکایت میکند
کز نیستاں چوں مرا ببریدہ اند | از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

ترجمہ:۔ بانسری جب قصہ بتلاتی ہے اور جدائیوں کی شکایت کرتی ہے۔ تو سنو! کہتی ہے جب سے مجھے میرے مرکز سے جدا کیا گیا ہے تب سے میری آواز سن کر مرد و عورتیں رونے لگتی ہیں۔

تیسرے روز مولانا روم حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کناں ہوئے کہ یہ پیر پٹھان میرا راز فاش کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے تعلیم بندی کر دی حافظ محمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے بھی اس قدر علوم حاصل ہو گئے کہ دوبارہ پڑھنے کی ضرورت ہی نہ رہی۔

آپ نے فرمایا کہ ہر دو بزرگوار یعنی لسان الغیب حافظ شیرازی اور مولانا روم اعلیٰ مقامات پر فائز تھے۔ لسان الغیب مجذوب سالک تھے اور مولانا تام سالک مجذوب۔ میں نے عرض کیا کہ مجذوب سالک اور سالک مجذوب کی تشریح فرما دیجئے۔ فرمایا مجذوب

ہم نے عرض کیا کہ آپ کو یہ مقام حاصل ہے۔؟ لیکن آپ نے بات ٹال دی۔ چند روز بعد پھر سوال کرنے پر آپ نے " ہاں " فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ہمارے خواجگان اس بلند مقام پر قوتِ عشق کی بدولت فائز ہوئے ہیں

چنانچہ مولانا جامیؒ جب اپنے شیخ کے حضور حاضر ہوئے تو شیخ نے فرمایا کہ "پہلے عشق حاصل کرو"

ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ لسان الغیب بلاشبہ سلسلہ چشتیہ میں سے تھے۔ لیکن شیخ کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ آپ ملامتیہ کے بلند مقام پر فائز تھے۔ اس مقام پر پہنچنے والے کے تمام صغیرہ کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

کسی نے حضرت مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا پیر پٹھان خواجہ محمد سلیمان قدس سرہٗ گناہ صغیرہ و کبیرہ سے پاک تھے۔؟

مولوی صاحب نے جواب دیا۔ سُبْحَانَ اللّٰہ! خداوند کریم نے آپ کے لنگر کے خدمتگاروں کے بھی صغیرہ و کبیرہ گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ آپ نے مزید فرمایا کہ جب درویش کامل و مکمل ہو جاتا ہے تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

مقامات میں سے ایک مقام لامکان ہے اور ایک مقام فَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ اسی مقام پر حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ فائز تھے۔ ہم نے عرض کیا کہ ان مقامات سے مقام لامکان بلند ہے۔؟ فرمایا مقام فَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ فوق ہے۔

ایک روز حضرت صاحبزادہ نور حسن مہاروی آپ کی خدمت میں بیٹھے تھے انہوں نے کہا کہ فلاں صاحب آپ کے بارے میں کہتے ہیں کہ آپ نہ نماز کے لئے آتے ہیں اور نہ زیارتِ مزار مقدس حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے لئے۔

اس پر آپ نے یہ حدیث شریف پڑھی۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور ظاہری اعمال کی طرف نہیں دیکھتا لیکن تمہاری

نیّت اور دل کو دیکھتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ نماز کی تین قسم کی ہے۔ نمازِ عوام، نمازِ خاص اور نمازِ خاص الخاص بعض فقراء ایک شکل میں لوگوں کی نظروں میں بے نماز بیٹھے رہتے ہیں۔ مگر دوسری شکل میں جہاں چاہتے ہیں نماز ادا کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا ایک دفعہ مجھے شدید بیماری کا سامنا کرنا پڑا۔ بعض حضرات کہنے لگے کہ اس مرض سے شفایابی بہت مشکل ہے موت یقینی ہے۔ میں نے کہا کہ کسی کی موت پر خوش نہیں ہونا چاہیئے۔ ہر ایک نے مرنا ہے۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت، مجھے امید ہے کہ اگر میں اللہ تعالیٰ سے زندگی چاہوں تو مجھے ضرور مہلت مل جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

آپ کے ایک مخلص مرید حاجی گھر جانے کے وقت رخصت لے کر ہاتھ پاؤں چومنے لگے۔ آپ نے فرمایا جب تک مرید اپنے شیخ پر یہ عقیدہ محکم نہ رکھے کہ شیخ مجھے دیکھتا ہے۔ اس طرح چومنا اسے بالکل نفع مند نہیں ہے۔ دوبارہ تاکیداً فرمایا کہ یہ عقیدہ محکم اور پختہ کرو کہ مرید جونہی اپنے گھر سے روانہ ہوتا ہے شیخ کامل کی نگاہ اس پر ہوتی ہے اور جب وہ اپنے شیخ سے رخصت ہوتا ہے تو گھر پہنچنے تک شیخ کی نگاہ میں ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

حدیث قدسی

قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ لَا یَزَالُ عَبْدِی یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِی یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِی یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِی یَبْطِشُ بِہَا

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ ہمیشہ نوافل سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو دوست بنا لیتا ہوں۔ میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

ایک دفعہ احقر (عبدالستار افغانی) ۴۲ رجب المرجب کو حاضرِ خدمت ہوا تو صاحبزادہ

نور حسن اور مولوی محمد دین پہلے سے ہی حاضر تھے۔ میں نے عرض کیا قبلہ! مصروفیات کی وجہ سے مجھے دو تین روز بعد ہی زیارت و قدم بوسی کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ البعید کالقریب، یعنی دور رہنے والا قریب کی طرح ہے۔ جب دل میں صدق و یقین رکھتے ہو تو پھر قریب و دور کو برابر کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ شیخ علی حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، کی بارگاہ میں دو تین روز بعد حاضر ہوئے۔ حضرت نے فرمایا حسن! اتنے دن کہاں رہے؟ عرض کیا حضور! جب بھی حاضر ہوا تو آپ کی خدمت میں لوگوں کا ہجوم ہوتا تھا۔ بے ادبی کے خوف سے آپ کے قدموں تک نہ پہنچ سکا۔ اس پر حضرت نے فرمایا اے حسن! اَلْبَعِیْدُ کَالْقَرِیْب

وضو کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ بعض لوگوں کو مثانہ کی کمزوری کی وجہ سے پیشاب کرنے کے بعد بھی کچھ دیر تک قطرے آتے رہتے ہیں۔ ان لوگوں کو چاہیئے کہ پیشاب کرنے کے فوراً بعد وضو نہ کریں۔ بلکہ جب دل مطمئن ہو جائے کہ اب قطرے خشک ہو گئے ہیں پھر وضو کریں ورنہ وضو صحیح نہیں ہو گا۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ جب تاتاریوں نے حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کر دیا تو آپکی گردن کے خون سے از غیب دیواروں پر یہ شعر لکھا گیا ؎

من خدائم من خدائم من خدا ۔ فارغم از کبر و از کینہ رہا

ترجمہ:۔ میں خدا ہوں، میں خدا ہوں، میں خدا ہوں، میں تکبّر سے پاک اور کینہ سے آزاد ہوں

پھر فرمایا کہ بزرگوں نے بلند مقامات محنت سے حاصل کئے ہیں شیخ طریقت کو چاہیئے کہ مجاہدات اور ریاضات میں خوب کوشش کرتا رہے بلند مقامات پر پہنچکر اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے، شہرت کو پسند نہ کرے کیونکہ چھپا رہنے میں ہی راحت ہے اور شہرت میں آفت،" اَلْخُمُوْلُ رَاحَۃٌ وَالشُّھْرَۃُ آفَۃٌ"

فرمایا علم ضرور حاصل کرنا چاہیئے۔ خداوند تعالیٰ جاہل کو بزرگی نہیں دیتا کیونکہ علم کے

بغیر آدمی کچھ بھی نہیں ہے کُلُّ شَیْءٍ شَیْءٌ وَالْجُعْلُ یَکُنْ بِشَیْءٍ

ایک دفعہ صاحبزادہ نور حسن صاحب نے کہا کہ فلاں شخص آپ کے حق میں محبت اور دوستی کا بہت اظہار کرتا ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا ؎

مادروں را بنگریم و حال را ‏ ‏ ‏ ما بُروں را ننگریم و قال را

ترجمہ:۔ ہم باطن کو اور حال کو دیکھتے ہیں۔ ہم ظاہر اور محض باتوں کو نہیں دیکھتے۔

ایک بار فرمایا۔ اے عبدالستار خان! حضرت پیر پٹھان رحمتہ اللہ علیہ کے لنگر پاک سے میٹھے بٹھائے روٹی پڑا مل جاتا ہے روزی کا قطعی کوئی غم و فکر نہیں ہے نیز میری ممبری کا مقصد دنیا طلبی یا جاہ و حشمت نہیں

بلکہ یہ ایوانِ حکومت تک کلمۂ حق پہنچانے کا ایک ذریعہ ہے تاکہ کل قیامت کے دن مجھ سے یہ نہ پوچھا جائے کہ تو نے حق و صداقت کے لئے کوشش کیوں نہیں کی۔ السعی منی وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ یعنی کوشش کرنا ہمارا کام اور پورا کرنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے حکومت نظام شریعت (نظامِ مصطفیٰ) نافذ کرے یا نہ کرے۔ میں اسمبلی ہال میں اللہ تعالیٰ کا فرمان بحسن و خوبی پہنچا دیتا ہوں اور بفضلہ تعالیٰ میں نے کبھی گورنر، وزیروں اور کسی اور کی کبھی پرواہ نہیں کی۔

شعبان المعظم ۱۳۷۷ھ میں آپ نے حضرت قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہٗ کے مزار پُرانوار کی مرمت کرانا شروع کی تو گِل گارا کے تھال اپنے سرِ مقدس پر اٹھا رہے تھے۔ اور فرما رہے تھے۔ کہ حضرت والد صاحب (خواجہ محمد حامد تونسوی رحمتہ اللہ علیہ) نے جب مزارات مقدسہ کی مرمت کرائی تھی تو تھال اپنے سر پر اٹھاتے تھے۔ میں بھی اپنے شیخ معظم کی سنّت پر عمل کر رہا ہوں۔ مرمّت بھی کروا رہا ہوں اور تھال بھی سر پر اٹھا رہا ہوں

صاحبزادگانِ مہاروی نے مرمّت کے کام میں کچھ رکاوٹ پیدا کر دی ایک دن کے لئے کام رکا رہا۔ اس پر آپ کو از حد پریشانی ہوئی اور فرمانے لگے۔

میں حضور قبلۂ عالم کا مخلص غلام ہوں۔خواجگان کی خانقاہوں کی خدمت غلام لوگ ہی کرتے چلے آئے ہیں۔ اس خدمت میں رکاوٹ پیدا کرکے صاحبزادگان کو مجھے پریشان نہیں کرنا چاہیئے۔ انشاءاللہ تعالیٰ حضور قبلہ عالم کا کرم میرے ساتھ ہے یہ غلامی مجھ سے لیں گے۔ یہ رکاوٹ نہیں رہے گی اور پریشانی بہت جلد دور ہو جائے گی۔"

چنانچہ دوسرے دن صاحبزادہ نورحسن صاحب تمام صاحبزادگان سے اجازت نامہ لے آئے۔اس اجازت نامے پر مندرجہ ذیل صاحبزادگان کے دستخط تھے۔

صاحبزادہ نورجہانیاں محمودی، میاں خدابخش، صاحبزادہ عبدالقادر منگھیروی، صاحبزادہ محمد عبداللہ منگھیروی، میاں نبی بخش مہاروی، میاں شریف الدین صاحبزادہ غلام نبی محمودی، صاحبزادہ غلام سرور اور صاحبزادہ غلام فخرالدین مہاروی

اس اجازت نامے پر آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا یہ دستخط تو سیاہی سے ہیں۔ مگر میں تو اپنے خون سے دستخط غلامی کر چکا ہوں۔"

آپ راز پنہاں کبھی افشاء نہیں کرتے تھے۔مگر ایک مرتبہ آپ بنگلہ میں جلوہ افروز تھے کہ احقر حاضر ہو کر قدمبوس ہوا۔ آپ نے فرمایا! عبدالستار خان! آج رات حضرت پیران پیر غوث الاعظم قدس سرہٗ میرے پاس تشریف لائے۔ اس وقت میرے سامنے ایک بہت بڑا ستون موجود تھا جس کی بلندی عرش عظیم کو چھو رہی تھی، حضرت غوث الاعظم نے فرمایا کہ یہ ستون تو تمہیں خواجگان چشت سے تحفہ میں ملا ہے میں اپنی طرف سے تمہیں یہ تحفہ دیتا ہوں یہ فرما کر ایک چراغ میرے سامنے رکھا جس کا شعلہ عرش مجید تک پہنچ رہا تھا۔ میں نے بصد خوشی قبول کر لیا۔

علی اکبر کشمیری اور دیگر درویش روایت کرتے ہیں کہ جمادی الاول کی پانچ تاریخ شب جمعہ کو آسمان پر بادل تھے۔ بارش بھی ہوئی۔ صبح ناشتہ کے وقت آپ نے فرمایا کہ آج رات خواب میں مجھے ایک بہت بلند روضہ دکھایا گیا ہے۔ جس میں بادشاہوں

کے مزارات ہیں۔ میں اندر گیا تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ہر صاحب مزار اپنی اپنی قبر
میں بیٹھا ہوا ہے ہر ایک کی داڑھی سفید اور سر پر سفید دستار ہے۔ روضہ کے
باہر ایک میدان ہے۔ جہاں مدینہ شریف کے تبرکات موجود ہیں۔ میں نے ان کی
زیارت کی۔ اس سے آگے ایک بہت بڑا میدان ہے جہاں بے شمار فرشتے اور اولیاء
اللہ موجود ہیں۔ ایک ایک ٹکڑا زمین ہاتھ میں لے کر دائیں بائیں ہلاتے ہیں میرے
استفسار پر کہنے لگے کہ ہم پاکستان کو غرق کرنا چاہتے ہیں ہم کو امر ثانی کا انتظار ہے
میں نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ کے حضور میری طرف سے عرض کریں کہ پاکستان
میں نیک مسکین، عاجز اور بخشش چاہنے والے بندے بھی موجود ہیں۔ ان کے طفیل
معاف کر دیا جائے۔

اے اللہ اگر تو چاہے تو سرکشوں کو جو امر شرعی سے بے خبر ہیں غرق کر
دے اور باقی کو نجات دے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میری دعا قبول کر لی۔

حضرت خواجہ عطاء اللہ صاحب مدظلہ العالی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ تونسہ شریف

آپ کی ولادت باسعادت ۲۷ نومبر ۱۹۴۷ء کو تونسہ شریف میں ہوئی ۶ مئی ۱۹۷۹ء بروز اتوار سیدنا و مرشدنا حضرت خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے تیسرے روز حسب دستور خاندان دستار بندی ہوئی اور مسند سلیمانی پر جلوہ افروز ہوئے

یہ رسم دستار بندی اجمیر شریف کے سجادہ نشین حضرت سید آل مجتبیٰ صاحب نے ادا کی۔ اس موقعہ پر حضرت خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہزاروں عقیدت مندوں اور مریدین کے علاوہ تونسہ شریف، مہار شریف سیال شریف کے صاحبزادگان موجود تھے۔

یاد رہے کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ۸ سال قبل بھی اپنی زندگی میں اپنے صاحبزادہ صاحب کی دستار بندی کرائی تھی جو پاکپتن شریف کے سجادہ نشین حضرت دیوان صاحب نے کی تھی

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے آپ کا سایۂ عاطفت غلامان تونسوی اور خادمان چشت پر سلامت رکھے ــــــــ آمین ثم آمین

تعارف نفیر گدا

از مشتاق محمد متخلص انور، ایڈووکیٹ سپریم کورٹ ایم اے ایل ایل بی رنگ محل لاہور

یہ وہ الوداعی عرس مبارک تھا کہ اس کے بعد خواجہ حافظ صاحبؒ نے اپنی زندگی میں کوئی صدارت کسی عرس پر نہ کی، زندگی نے وفا نہ کی، میں نے خواجہ حافظ صاحبؒ کو عرس کے اختتام پر یہ نظم سنائی اور پیش کی، آپ نے اسکا عنوان "نفیرِ گدا" رکھا اور حاضرین مجلس کو حکم دیا کہ اس کو فریم کروا کر دربار پر معلق کیا جائے یہ کسی عربی شعراء کے معلقات سے کم پایہ کی نہیں ہے

(مگر یہ امر تا حال تشنۂ انجام ہے)

نفیرِ گدا

یوں نورِ محمدؐ سے یہ خاک درخشاں ہے
کاشانہ سلیمانؒ کا جلوؤں کا شبستاں ہے

سیمائے سلیمانؒ کے پرتو کا یہ عنواں ہے
ہر دانۂ سنگ ریزہ لولوئے بدخشاں ہے

ہر ذرۂ تابندہ ہے طورِ تجلّیٰ کا
کوہ دامنِ جعفر بھی اک وادیٔ فاراں ہے

اس ریگ مکّوّن سے ہیں شمس و قمر تاباں
یہ دشت سلیماںؒ کا اک عرش بداماں ہے

اک قبلۂ عالم ہے اک فخرِ دو عالم ہے
اک خواجۂ سنجرؒ ہے اک خواجۂ عثماںؒ ہے

پیوستہ کرم فرما شامیؒ و حسن بصریؒ
سرچشمۂ ولایت کا شیر شہِ مرداںؓ ہے

سرکارِ دو عالمؐ سے خود اذنِ خلافت ہے
بنگاہِ سلیمانؒ کا ایک ایک نگہباں ہے

شاہبازِ سلیمانؒ کو راس آئی ہے نخچیری
فتراک میں بابلؒ کے دشوار بھی آساں ہے

وہ کعبہ طریقت کا وہ قبلہ ہدایت کا
وہ ملجائے ایماں ہے وہ ہادیٔ عرفاں ہے

دنیائے سلیماں کے ہیں شام و سحر اپنے
ہر شام پسِ منظر اک صبحِ درخشاں ہے

اس در کی غلامی ہے در پردہ جہانبانی
اِس حلقہ بگوشی میں خاقانیٔ دوراں ہے

تیموریٔ و خاقانیٔ محمودیٔ و دارائی
اک نظرِ لطف کی شرمندۂ احساں ہے

سنگلاخ چٹانوں میں احساسِ مروّت ہے
جو دشتِ لق و دق میں وہ رودِ کہستاں ہے

بھیگی ہوئی آنکھوں پر ارزانیٔ رحمت ہے
بھیگے ہوئے دامن میں تطہیر کا ساماں ہے

پژمردہ اُمیدوں کو شاداب کیا کس نے
یہ کس کے تبسم سے ہر خار گلستاں ہے

بھٹکے ہوئے راہی نے پائی تو یہاں منزل
منزل کا ہر اک گوشہ تسکین بداماں ہے

کلیوں کی چٹک میں ہے گلبانگِ مسیحائی
ہر برگِ گُلِ تر میں ہر درد کا درماں ہے

ٹپکا جو یہاں آنسو ٹوٹا جو یہاں تارا
آنسو ہے گہر دانہ تارا مہِ تاباں ہے!

اس در کا ہے دیوانہ فرزانۂ دو عالم!
دیوانے کی لغزش میں تلقینِ دبستاں ہے

خمخانۂ جعفر ہے یارانِ قدح پیما
نے خشتِ سرِ خُم ہے نے حاجب و درباں ہے

ساقی کی نگاہوں میں اک گونہ تلطف ہے
تقدیر میں رندوں کی [illegible] زاں ہے

مخمور نگاہوں سے مے ناب ٹپکتی ہے
ہر قطرۂ میگوں میں عکسِ رخِ جاناں ہے

نغمات پرافشاں ہیں بے مطرب و سازِ زندہ
معمورۂ زیر و بم ہر تارِ گریباں ہے

یہ خضرِ طریقت کی اک خاص عنایت ہے
میں بندۂ تشنہ لب اور چشمۂ حیواں ہے

ترتیبِ عناصر کی برہم ہوئی جاتی ہے
یہ کیف کا عالم ہے یہ وجد کا عنواں ہے

یہ بزمِ طرب اپنی آئینِ طرب اپنے
ہر فرد خراباتی، بندہ ہے نہ سلطاں ہے

گریز ــــــ ایک روایت کی طرف

یوں خارِ مغیلاں سے دیرینہ روایت ہے
ہر آبلۂ پا میں ناموسِ بیاباں ہے!

ہر آبلۂ پا ہے محرابِ سعادت کی
خاقانِ زمانہ بھی یاں ناصیہ کوباں ہے

اس آبلہ پائی کو بابلؔ نے نوازا ہے
اک طفلکِ روہیلہ اب ثناءِ سلیماںؔ ہے

یوں داورِ محشر سے رحمت نے کہا مولا
انورؔ تو سلیماںؔ کا دیرینہ ثنا خواں ہے

السلام و علیکم
امید کرتا ہوں آپ خیریت سے ہوں گے
اس کتاب کو پی ڈی ایف کرنے کا مقصد
فی سبیل اللہ فراہم کرنا ہے لہذا اس سے
تجارتی مقصد نہیں ہے اس کو پڑھ کر
آگے سنڈ کریں اور اس بندہ ناچیز کو
اپنی دعاوں میں یاد رکھیں

pdf by

خلیفہ مدنی تونسوی
تحصیل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی
خان پاکستان

+923321717717